حالاتِ ہنروراں

حالاتِ ہنروران

٩٥٢ھ

مصنّفہ

دوست محمد

کتابدار بہرام مرزا متوفّی ٩٥٧ھ

بسعی

محمد عبد اللہ چغتائی عفی عنہ

١٩٣٦

مولوی محمد عبد اللہ صاحب چغتائی پبلشر نے فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام عبد الحمید خان مینیجر چھپوا کر لاہور سے شائع کیا۔

مقدمہ

اس مختصر مگر مفید اور واحد قلمی مسودہ کو پہلی مرتبہ روشناس کرانے کا سہرا فاضل ترک محمد آغا اوغلو مدیر مجلہ فنون اسلامیہ (امریکہ) کے سر ہے۔ موصوف نے اسے قسطنطنیہ کے کتب خانہ طوپقپو سرای کے ایک مرقع بہرام مرزا سے حاصل کرکے سال ۱۹۳۱ء کی بین الاقوامی نمائش فنون ایران منعقدہ لنڈن کے موقع پر پیش کیا جب میں نے ۱۹۳۲ء میں برٹش میوزیم لنڈن میں مسٹر ولکنسن (شعبہ علوم مشرقی) اور ڈاکٹر بنین محافظ شعبۂ ڈرائنگ سے مسلمان مصورین کی قاموس لکھنے کا اپنا ارادہ ظاہر کیا تو ان حضرات نے میرے اس ارادہ کو بہ نظرِ استحسان ہی نہیں دیکھا بلکہ اس کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرکے ہر قسم کی اعانت کا وعدہ بھی فرمایا۔ چنانچہ مسٹر ولکنسن نے مجھے اس مسودہ کے فوٹوگراف جو نہایت اعلیٰ نستعلیق خط میں ہیں مذہب و مطلا صفحات پر شامل تھے مستعار دیئے۔ میں نے ان کی ایک نقل اپنے افادہ کی غرض سے لے لی اس وقت سے اب تک باوجود تلاش کے اس نسخہ کا کوئی دوسرا مخطوطہ یورپ و ہندوستان میں مجھے دستیاب نہیں ہوسکا۔ مولانا دوست محمد اس رسالہ کے مصنف ایک نہایت اعلیٰ مصور اور بے مثل خطاط تھے جو بہرام مرزا کے سرکار میں کتابدار کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اتفاق سے یہ اوراق بھی بہرام مرزا کے مرقع سے دستیاب ہوتے ہیں جس میں بحیثیت دیباچہ شامل تھے۔ اس لئے میرا قیاس غالبًا غلط نہیں کہ یہ اوراق خود مولانا دوست محمد کا اصل اور خود نوشت مسودہ ہیں۔ مسٹر ولکنسن نے اس وقت یہ اطلاع بھی دی تھی کہ رسالہ ہذا عنقریب طبع ہو جائیگا چنانچہ اسی مقصد کا اعلان بعد میں بھی ایک جدید تالیف "ایرانی مصوری" میں کیا گیا جو ۱۹۳۳ء میں برٹش میوزیم کے انہیں بزرگوں نے شائع کی تھی۔ اس تالیف میں اسی نسخہ کے حصہ نقاشاں کا ترجمہ تو نہیں دیا گیا لیکن مطلب اخذ کرکے اس امر کا اشارا کیا گیا کہ آغا اوغلو اسے بہت جلد شائع کرینگے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اسکی طباعت کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی اور نہ مستقبل قریب میں اس کی امید ہو سکتی ہے اس لئے میں اس اہم مسودہ کی ضرورت کا احساس کرکے پہلی مرتبہ اسے شائع کرکے حضرات شائقین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

یہ اوراق دراصل شہزادہ بہرام مرزا بن اسمٰعیل صفوی کے مرقع کا دیباچہ ہیں اور مرقعوں پر اپنے دیباچے لکھے جانے کا رواج ان ایام میں نہایت عام تھا اس لئے مولانا دوست محمد نے اپنی اس تحریر کا کوئی نام نہیں رکھا مگر خاتمہ پر جو قطعۂ تاریخ دیا ہے اس کے آخری مصرع سے تاریخ اختتام بالفاظ "الفتح بہرام عادل زنادی" ۹۵۳ھ برآمد ہوتی ہے بنابریں میں نے رسالہ کے موضوع اور تاریخ اختتام کو مدِنظر رکھ کر اس کا نام "حالاتِ ہنروراں" تجویز کیا ہے جس کے عدد ایک کی کمی کے ساتھ ۹۵۲ھ ہوتے ہیں مگر ایک عدد کی کمی بیشی کو اہلِ تاریخ محسوب نہیں کرتے۔

شاہ اسمٰعیل صفوی کے دونوں فرزند شاہ طہماسپ والئی ایران جس کے عہد میں مسودہ ہذا لکھا گیا اور ابو الفتح بہرام مرزا جس کے
کی ایما پر مولانا دوست محمد نے اس کو تصنیف کیا اپنے زمانہ کے اعلےٰ ماہرین فن خط و تصویر و موسیقی و شعر شمار ہوتے ہیں۔ یہ وہی
ابو الفتح بہرام مرزا ہے جس کی پوتی قندھاری بیگم سے شاہجہان کی شادی ۱۰۱۹ھ میں ہوئی تھی۔ مولانا دوست محمد نے اپنے لئے اس
مسودہ میں کاتب اور مصور کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور سکندر منشی مصنف عالم آرائے عباسی نے جس مرقع پر شاہ طہماسپ کے
عہد کے خوشنویسوں کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ایک مولانا دوست ہراتی کا ذکر کیا ہے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا مقصد انہی مولانا دوست محمد
ہراتی سے ہے ہم اس بہرام مرزا کے مرقع میں ایک تصویر صفوی شہزادہ اور ساقی کی سرخ اور نیلے رنگوں میں ملتی ہے علیٰ ہذا ایک اور تصویر
ایک مرد اور عورت کی ہے۔ دونوں تصویریں مصوری کے نقطۂ نظر سے نہایت اعلیٰ نمونہ کی مانی جا سکتی ہیں مصور کا نام "استاد دوست"
درج ہے۔ مرقع ہذا میں اگرچہ دیگر اساتذہ کی تصاویر بھی شامل ہیں جن کی پشت پر عمدہ نمونے خطاطی کے چسپاں ہیں۔ ان میں بھی
ایک قطعہ پر لکھا ہے "دوست محمد مصور"۔ ایک اور قطعہ پر "دوست محمد بن نظام الملک" تحریر ہے مگر قسطنطنیہ کے ایک اور کتبخانہ
قدیم سرایل کے مرقع کی ایک وصلی پر "دوست محمد بن سلیمان ہراتی" لکھا ہے اگرچہ خط میں کوئی فرق نہیں ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ نظام الملک دوست محمد کے والد کا خطاب ہے اور سلیمان نام ہے۔

مجھے دیر سے تلاش تھی کہ کوئی ایسی تالیف دستیاب ہو جسکو خطاطوں مصوروں کا مستقل تذکرہ کہا جا سکے۔ یوں تو خطاطوں کے حالات
میں بعض تحریریں ملتی ہیں مگر مصوروں کے سلسلہ میں سوائے ایک ترکی تصنیف "مناقب ہنروران" مصنفہ عالی افندی متوفی ۱۰۰۸ھ
اور سوائے مولانا دوست محمد کے دیباچہ مشمولہ مرقع بہرام مرزا کے کچھ نہیں ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ تاریخ رشیدی۔ عالم آرائے عباسی
حبیب السیر۔ تحفۂ سامی۔ لطائف نامہ فخری میں نقاشوں اور خطاطوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے تحفۂ سامی۔ تاریخ رشیدی کے
اقتباسات اور لطائف نامہ کا متن اورینٹل کالج میگزین میں وقتاً فوقتاً شائع ہو چکے ہیں جن کے لئے اس میگزین کے مدیر پرنسپل محمد شفیع
ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں مگر مندرجہ بالا مآخذ کی تمام اطلاع زیادہ تر ان کے مؤلفین کے معاصرین سے تعلق رکھتی ہے۔ کم و بیش مولانا
دوست محمد کے دیباچہ کا بھی یہی حال ہے۔ یہ دیباچہ دوسری تالیفات کے مقابلہ میں بعض وجوہ کی بنا پر زیادہ اہمیت رکھتا ہے جنکو حواشی آئندہ
میں بحوالہ صفحہ و سطر کسیقدر واضح کیا گیا ہے۔ یہاں اسقدر اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ اول تو وہ ایک جدید مآخذ ہے۔ دوسرے متعدد اشخاص
کے متعلق جدید اطلاع کا حامل ہے۔ مثلاً مشہور آقا میرک و سید میرک مصورین کے اسماء اور بہزاد کی تاریخ وفات وغیرہ کے لئے ہمارے
پاس صرف یہی ماخذ ہے یعنی آقا جلال الدین میرک اصفہانی و سید امیر روح اللہ میرک و خاک قبر بہزاد ۹۴۲ھ۔

میں اخیر میں اپنے دوست مسٹر ولکنسن کیپر بٹ میں اپنا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی طفیل اس نایاب اور بیش بہا رسالہ تک میری رسائی

مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۳۶ء (۱۷ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ)

عبد اللہ چغتائی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ ہنروراں

شیریں تریں خطے کہ محرران کارخانۂ دعوی زینت بخش مرقع انشاء وابداع نمایند و
لطیف تریں صورتے کہ مصوران نگارخانۂ معنی مجالس ایجاد و مخترع رابداں بیارایند، حمد مبدعے
است کہ حروفِ عالیات وصورِ متعالیات نگاشتۂ قلمِ تحریرِ او افراشتۂ رقمِ تصویرِ اوست و بحکم
جفّ القلم بما ھو کائنٌ الی یوم الدّین صورِ مؤتلف و پیکرِ مختلفِ اعیان را کہ در خزانۂ غیب و نہانخانۂ
لاریب بمقتضائے کُنتُ کنزاً مخفیاً مختفی بود بہ داعیۂ فاَحببتُ ان اُعرفَ فخلقتُ الخلقَ
لِاُعرفَ بانامل تقدیر پردۂ عدم از چہرۂ وجود در ربود، و بدستِ رحمت و کرم بجامۂ اوّل ما خلق اللہُ
القلم بر تختۂ ہستی از روئے طرفہ دستی چہرکشائی فرمود، صانعے کہ مجموعۂ صورتِ انسانی را کہ از جامعیتِ
صورِ معانی عالمِ ثانی ست در کارگاہِ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بایادیِ مکرمتِ خلق اللہ آدم
علیٰ صورتہٖ بر صفحۂ ایجاد بخوب تریں وجہے پرداخت، و لوحِ وجودش را از غبارِ نابود بصیقلِ عنایت

زدوده در مدارجِ تخلقوا باخلاقِ الله آئینه کردارِ مظهرِ اسما و ارشادِ خود ساخت، قادرے که طباق
سبعِ آسمانی را که در طریقِ اعجاز بر طرازِ سبع المثانی بلکه از قمر و تنظیم و تنجیم نمودارِ صفحاتِ قرآنی ست
بآیاتِ کواکبِ بدیع چهر و عشر و خمسِ ماه و مهر زینت داد. و بخطوطِ شعاعی جدول کشیده از سفیده
آبِ صبح و شنجرفِ شفق بر صفحهٔ لاجوردیِ سپهر نمونهٔ چهار لوح نهاد. گاهِ قلمِ سیاهی از مژگان
حور اکرده از مدادِ شب طرحِ زلفِ خوبان بر روئے روز آرد، و گاہے قلم از خطوطِ مهر و گوشِ ماهی از
ماه آورده بخونِ دلِ عاشقان شکلِ محبوبان بر لوحِ حسن و جمال نگارد + سبحان الله چه می گوییم آں جا که
کمالِ سرعتِ تکوین و تقدیر ست چه جائے تصویرِ قلم و قلمِ تصویر ست، و آں جا که کارخانهٔ خلقِ اجساد
و صدور بر طبقِ و ما امرنا الا واحدةٌ کلمحٍ بالبصر بر کارگرانِ عالمِ علوی و سفلی تنگ است، چه جائے
طرح و آمیزشِ آب و رنگ است + عیسیِ مجرد بے امداد و مددِ خامه و قلم بمنشورِ ذلک عیسی
ابن مریم ممتاز گشته در صدفِ هستی از رطوبتِ نسیمِ و نفخت فیه من روحی آبِ حیات خورده
و وجودِ باجودِ آدمِ صفی بے صدفت بدستیاریِ انی جاعل فی الارض خلیفه سر از بحرِ عدم
برآورده. ان مثل عیسی عند الله کمثلِ آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون

مثنوی

زہے صانع کہ پوشانید بے عون　　　بحکم کن لباس خلق در کون

نہ تقدیرش بود محتاج تدبیر　　　نہ موقوف قلم در نقش و تصویر

ہزاراں صورت دلکش بہ انگیخت　　　کہ نے نیرنگ زد نے رنگ آمیخت

لباسے داد ہر یک را برنگے　　　ز رنگ صبغۃ اللہ بے درنگے

یکے را زیب حسن از خال و خط کرد　　　جہانے را بحسنش در غلط کرد

یکے را داد چشم فتنہ انگیز　　　کہ ریزد خوں بہ خنجرہائے خونریز

یکے را گرد لب طرحے ز نو کرد　　　بآں جاں بخش خط جانہا گرو کرد

یکے را قامت رعنا بہ انگیخت　　　بدل از عالم بالا بلا ریخت

نمود از گلبن قد غنچہ تر　　　درون غنچہ تر عقد گوہر

بحیرت گہ چہ صورت نیست در خور　　　نکو نبود باو وابستگی بہ

دریں صورت گری حیراں چہ مانی　　　چو تغییرات سیرت را ندانی

اگر سیرت نباشد پاک و دلکش | بمعنی چیست نفع از صورت خویش

بسیرت کرده رسم مردمی گم | چه سود ار یافت صورت شکل مردم

چو باشد در حقیقت مرد نسناس | ز شکل ناس نتوان خواندش ناس

الٰهی آں کف خاکم کزین پیش | تهی بودم ز شکل و سیرت خویش

چو شکل آدمم دادی ز آغاز | بمعنی ز آدمیت بهره ور ساز

نخست از جرم خاکم پاک گردان | و لے در راه پاکاں خاک گردان

خصوصاً آنکه مقصود از جهاں اوست | مراد کل ز امر کن فکاں اوست

بصورت حسن یوسف کرده تکمیل | بسیرت فیض بخش روح جبریل

آں انسان کامل و در طریقهٔ کمال مکمل که اول پیکرے که از محض نور وجود بر صفحهٔ هستی جلوه نمود طرح شجرهٔ عالی ثمرهٔ او بود، و آں نهال به آب رحمت و جمال برآمده سرو وجه اش هزار گل کرامت و هدایت بکشود، جمیلے که در مشاهدهٔ جمالش نظارگیان لقائے یوسف را در وادی اسفا حیرت و تاسف دامن گیر ست و از آں حیرت انگشت تعجب به دندان و سر تحیر در گریبان خجلت و تشویر

زیوسف در نمکدانہا نمک ریخت ولے این حسن شور دیگر انگیخت

سلسلۂ گیسوئے مشکبویش زنجیر از شب قدر پیرامن خورشید نہادہ، و چشم خدا بینش از روئے شفاعت درہائے بہشت بر روئے امت کشادہ۔

نقاش ازل کاں خط مشکیں رقم اوست یارب چہ رقمہائے عجب در قلم اوست

امیے کہ بے دستیاری خامہ خط نسخ بر ہزار نامہ نہاد، ناخوانائے کہ بے مددگاری مداد قلم رقوم قواعد و احکام ما تقدم بالشرع ثابت الاصل و رافع الفرع خود تبدیل داد

مثنوی

بدانش حکم دینہا بدل کرد زفعل خویش دستور العمل کرد

نبود ش خط ظاہر گشتہ ملحوظ چو سر تعلیمش آمد لوح محفوظ

ولی بودش قلم آئین سرانگشت زہر نسخ دینہا تیز درمشت

سبے نخل زعیش آن قسم بود کہ از کلک قضا اول رقم بود

بہ بستان جلال از لطف داور نہ دست از وے نہالے تیز روتر

جہاں از میوۂ احسانِ او شاد　　ہنوزش نخل دور از باغِ ایجاد

اگر خلعت نکردے از نبوت　　نبردے بہرہ آدم از نبوت

وگر از وے نجستے راحتِ روح　　بہ بحرِ نوحہ ماندے تا ابد نوح

گر ابراہیم آمد فخرِ ملت　　ولے پوشید از وے تاجِ خلت

بنائے خانہ گر زو یافت اتمام　　ولے از بنا ایں ہست احرام

خاتمے کہ نگینِ نمکینش از نقش و آخرون مرجون الخ زینت پذیرفت از بدایت حالش

دراو است، و خبرِ ثابت اثرِ انا اعطیناک الکوثر کہ زائچۂ طالعِ کواکب عرش مطالعِ آں

فرشتہ خصال ست از نہایت احوالش مژدہ فزا، اولادِ قدسی نژادِ قدوسی نہادش کہ ولا

وودادشاں بر اربابِ ایمان و ایقان در راہِ ہدایت و طریقِ ہدیٰ بحکمِ قل لا اسئلکم علیہ اجراً

الا المودۃ فی القربیٰ فرضِ عین و عینِ فرض ست شعارِ شرع را بر عالمیان متمم اند و بر وفاقِ

مصداقِ ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی بعد از احترامِ کلامِ واجب علام وست

اعتصام در حبل المتین اقتدائے ایں فرقہ لازم الاحترام زدن بر اہلِ اسلام فرض ست +

بیما المفاخر البشریہ اعنی الائمۃ الاثنی عشریہ کہ اگر دست تقدیر در فتح باب نبوت فرمودے

آں در جز بر جمال نبوی مثال ایشاں نکشودے

تعالی اللہ زہے قوم یگانہ ۔۔۔ کہ بودند از رسول اللہ نشانہ

بر اوج عدل ہر یک آفتابے ۔۔۔ کتاب وحی را فصلے و بابے

الٰہی تا جہاں را رنگ و آبست ۔۔۔ زمیں را مکث و گردوں را شتابست

جہاں بے فیض شاں خرم مبادا ۔۔۔ تہی ز اولاد شاں عالم مبادا

خصوصاً ارشد اولاد الطاہرہ و امجد احفاد الباہرہ اعنی اعلیٰ حضرت کیواں رفعت فلک

حشمت جم جاہ معدلت دستگاہ، قہرمان الماء والطین، عون الاسلام والمسلمین ممہد قواعد

سید المرسلین، ناصب رایات العدل والاحسان، قامع البنیان الظلم والطغیان السلطان ابن

السلطان الخاقان ابن الخاقان الخاقان معز السلطنۃ والخلافۃ والہدایۃ الدنیا والدین ابو المظفر

شاہ طہماسپ الصفوی الموسوی الحسینی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و احسانہ۔ و برادران کامگار و فرزندان

عالی مقدار آنحضرت سیما در صدف خلافت و معدلت گستری گوہر درج ابہت و رعیت

پروری. گلدستهٔ روضهٔ سلطنت و اقبال شگوفهٔ چمن مکرمت و اجلال فریدون حشمت و جمشید جاهی
سکندر شوکتی دارا پناهی المؤید من الله بتأیید العز والعلا معز السلطنة والشوکة والحشمة والعزة
الجلیل ابو الفتح بهرام مرزا خلّد ایام سلطنته وشوکته وحشمته و سلطانه لاعلی فی الایام الی یوم
القیام که اوقات فرخنده ساعات خود را بعد از تکمیل امور مملکت و ملت و مطالعه تواریخ و
حکایات مصروف توجه خطوط خوب استادان و رسائل مرغوب عدیم المثال می نمود و نظر لطف
و مرحمتش همگی بدین طائفه می بود تا آنکه رای عالی و ضمیر منیر مائل بدان شد که اوراق پریشان
استادان ماضی و متاخرین را از حیز پریشانی در سلک جمعیت آوردن درین باب امر عالی
و فرمان متعالی باین بندهٔ فقیر و ذرهٔ حقیر المستهام المذنب دوست محمد الکاتب شد که در
ترتیب و تزیین آن کوشیده کمر خدمت بر میان جان بندد لاجرم حسب الاشارات عالی کمر خدمت متین
بجان بسته و جان کمر وار بر میان بسته برسم کتابخانهٔ آن عالیجاه سپهر احترام مرقعی ترتیب
نماید. و چون ذکر منتشار خط و استادان علم خط که در دبیرستان علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم
ممتاز و بی همباز اند درین مرقع لازم بود به تمهید ابداء آن اقدام نمود و من الله الاعانة والتوفیق

امابعد بدانکہ نزد ارباب تواریخ و اصحاب سیر فرخندہ اثر و اہالی احادیث خیر البشر علیہ السلام آنست کہ اوّل کسے کہ خط نوشت و بادیِ این امرِ عظیم و شغلِ واجب التکریم شد ابو البشر آدم صفی اللہ بود مداد ساخت و بر پوست پارہ و باغی کردہ طرحِ خط نویسی انداخت و بعد ازاں حضرت ادریس علیہ السلام۔ لیکن صورتِ کتابت معلوم نیست کہ برچہ اسلوب کتابت می شدہ۔ اکثر مشہور ست کہ کلام بعبارتِ سریانی و عبری بود و سائر انبیا و حکما نیز وضع قلمہا کردہ اند۔ اما در انہا فائدۂ خواندن و حاصل شدنِ مقاصد کلامی ظاہر نیست و موجبِ تطویل می شود، عنانِ قلم بداں صوب معطوف نمی گردد۔ بعد ازاں بہ عرب ابن قحطان از اسلوب معقلی بکوفی آوردہ، واضع خطِ کوفی بعرب ابن قحطان است اما بدستِ معجز آثار قدوۂ اخیار حضرت با نصرت امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب الدین اسد اللہ الغالب و غالب کل و مطلوبِ کل طالب ابن ابی طالب علیہ السلام تکمیل یافتہ انامل نے سوار مسیح آفریدگار چوں شہسوار بنان معجز نشان آں حضرت بہ میدان کتابت نگذشتہ۔ و علامتِ کتابتِ آں حضرت بعد صفات و لطافت آں ست کہ در

سرِ الف مکتوبِ آں حضرت بقدرِ نیم نقطہ شکافی می باشد و در ہر جا حرفے کہ در ظہر و بطن صفحہ محاذی یکدیگر افتد سواد بہ سواد و بیاض بہ بیاض ست۔ و خطِ کوفی تا زمانِ المقتدر باللہ بود و درآں زماں علی بن مقلہ کہ بابنِ مقلہ مشہور ست حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام در واقعہ دید کہ خطِ ثلث و محقق و نسخ را بدو تعلیم فرمودند و اصولِ ایں خط در آئینہ ضمیرِ صافی بدیدۂ بصیرتِ او نمودند، و ابوابِ ایں آمال را بہ چہرۂ اقبالِ او کشودند و ایں خط را خطِ عربی نام نہادند و مشارٌ الیہ در بیداری تعلیمہائے آں حضرت را بخاطر داشت و ہمت بر اختراعِ ایں خطوط گماشت۔ و ابن مقلہ چوں وزیرِ المقتدر باللہ بود او را بخیانتے منسوب نمود و فرمود بقلم تراشش دو قلم از نخلِ دستِ راستِ او بریدند و آں شجرہ را از سیراب شدنِ آبِ حیات کہ در ظلماتِ دوات منزل داشت محروم گردانیدند و بعد ازاں ثمرۂ شجرۂ خود را کہ دختر بود بسیار بہ قابلیت بدستِ چپ تعلیم فرمود۔ و استاد علی بن ہلال کہ بابن بواب مشہور ست شاگردِ اوست۔ و حضرت جمال الدین یاقوت رحمۃ اللہ علیہ در زمانِ المستعصم باللہ کہ آخر خلفائے عباسی بود تعلیم

ازاین نوّاب یافت و بارشادِ مشارٌ الیه از درگاه دوری بحریم قرب و پیش گاهِ کمال شتافت و وضع قواعدِ این خط کرد و ضوابطِ مخفی این خط را از آسمان به زمین آورده و بی شائبۂ تکلف خامۂ مشکیں شمامہ اش در جویبارِ خطوط بمرتبۂ ترقی نمود که زبان قلم و قلم دوزبان در تعریفِ او عاجز است - لاجرم درآں باب شروع نمی رود و حضرتِ شیخ را شش نفر شاگرد بود که ایشاں را استادان سته گویند و هر یک را رخصت داد که اگر خطِ خوب خود را بنامِ شیخ کند آثم نباشد و کمالِ حسنِ خطِ ستۂ مذکوره که دینار بضاعت نامدارِ ایشاں لسکّۂ اقبال جناں شیخ صاحب عیار رسیده و برات فضل شان در خزینۂ هنروری آں بزرگوار از خزانه دارِ عقل توقیع قبول دیده - محقق است که رقمِ نسخ بر خطِ ماهران این فن کشیده از رتبۂ تعریف بیروں و از مرتبۂ توصیف افزون ست فلاجرم شروع دراں ممنوع می ماند

شعر

وصفِ خطِ رشید ارنگوید هوشمند   فیضِ نور او بود وصفش بسند

در بمدحِ مشک بکشاید نفس   مشک را مداح بوئے مشک بس

واسامیِ شریف نسخ نویسان این است

جناب مولانا نصر اللہ طبیب شیخ زادۂ سہروردی۔ خواجہ ارغون کابلی۔ خواجہ مبارک شاہ زرین قلم۔ جناب فضائل آبی سید حیدر۔ مولانا یوسف مشہدی + و مولانا عبد اللہ صیرفی کہ در ممالکِ عالم علم اندیش شاگردِ سید حیدر اند۔ و سلسلۂ شاگردیِ خطاطان خراساں بخواجہ عبد اللہ صیرفی می رسد۔ و سلسلۂ اہل عراق باستاد پیر یحیےٰ صوفی انتہا می پذیرد کہ شاگردِ خواجہ مبارک شاہ است۔ اما عطار و خوش رقم شرفِ شاگردی بے واسطہ بروز ناچہ طالع ایشان نیفزوده۔ باوجود کہ در وقتِ شیخ نیز بہ کتابت مشغولی نمودہ اند

مصرع

این کارِ دولت است کنوں تا کرا رسد

وخواجہ عبداللہ صیرفی خواہرزادہ خود را کہ شیخ محمد بندگیر ست تعلیم کردہ اند مشارٌالیہ مولانا سعد الدین تبریزی را مومیٰ الیہ مولانا شمس الدین خطابی را کہ اسم شریف خود را شمس صوفی نوشتہ اند و ایشاں استاد و وحید دہر و یگانہ عصر مولانا فرید الدین جعفر تبریزی را و مشارٌ الیہ در زمان حضرت مرحوم بالیسنغر مرزا کہ فرزند ارجمند بادشاہ مرحوم شاہرخ بہادر ست حرمت و اعتبار تمام داشتند و بحسن خط اشتہار لا کلام یافتند۔ اما بخط نستعلیق مشہور ترند و حضرت بالیسنغر مرزا بخدا میل تمام داشتند و خاطر خطیر بر تربیت خوشنویساں می گماشتند و خود نیز علم قلم در معرکہ خوشنویساں می افراشتند دیگر جناب مولانا عبداللہ طباخ طریقہ شاگردی مولانا فرید الدین جعفر دارند۔ والحق زبان قلم در تعریف خط آن جناب قاصر و عاجز است و باوجود کمال مہارت مولانا مشارٌ الیہ بعضے بر ایشاں حسد بردند و خود را در مقابل ایشاں می نمودند مثل مولانا محمد حسام کہ بہ شمس بالیسنغری مشہور و بشاگردی مولانا معروف بہ السنہ مذکور، و مولانا معروف معاصر مولانا جعفر بودہ و در برابر مولانا عبداللہ مربی مولانا شمس مذکور بود اما ہرگز خط او رتبہ خط مولانا عبداللہ نیافت و مولانا معروف شاگرد مولانا سعد الدین عراقی بود و او شاگرد پیر یحییٰ صوفی عالیجناب فاضل پناہ معالی دستگاہ سعادت

انتباه خواجه شهاب الدین عبدالله بیانی خطوطِ اصل را پیشِ جناب عبدالله طباخ نوشته اند
و خطِ نستعلیق را از خطِ خواجه تاج الدین سلمانی مشق فرموده اند، زبانِ قلم در بیانِ فضایلِ ایشان
قاصر است، دیگر ولدِ رشیدِ ایشان حضرت فضائل مآبی کمالات انتسابی غنی الالقابی خواجه نور
الدین محمد مومن که ایشان نیز در خطوطِ اصل امروز اول اصل زمانه و ثانی اثنین آں یگانه اند و بشرفِ قرب
بزرگی و سرکاری اصحاب کتاب خانهٔ عطارد آشیانهٔ نواب کامیاب اعلیٰ همایوں مشرف گشته
اند، و حضرت خواجه تاج الدین سلمانی که واضع اساسِ نستعلیق اند و تدوین و اختراع ایں
وضع فرموده اند۔ در فنِ انشا نیز پسندیدهٔ روزگارِ خود اند، و بعد از و مولانا عبدالحی منشی که ایں فن
را تکمیل داده اند و منشی پادشاهِ سعید سلطان ابوسعید بوده اند و اعزاز و احترامِ ایشان در جهٔ کمال
داشته۔ دیگر مولانا معین اسفرازی از شاگردانِ نیک مولانا عبدالحی بوده و خط و انشائے مشارٌ
الیه نیز در چشمِ اعیانِ روزگار و در از کار نمی نماید۔ و مولانا درویش عبدالله منشی شاگردِ اوست
در اسلوبِ خطِ نستعلیق بر استادِ خود بلکه بر اکثر اهلِ ایں خط در روزگار فائق شده۔

بیانِ اُستادانِ خطِ نستعلیق

مخترعِ خطِ نستعلیق حضرت استادی و قبلة الکتابی خواجه ظهیر الدین میر علی تبریزی
بوده اند و انتساب این سلسله را از ایشان تجاوز داده بدیگرے نمی توان رسانید و خواجه
عبد الله ولدِ ارجمندِ مشار الیه است و شاگردِ ایشان ست و در حسنِ خط مشار الیه بمثابه ایست
که خطِ او را بهتر دران زمان از خطِ والدِ بزرگوارش فرق نمی توانند کرد، و مولانا فرید الدین جعفر
درین خط شاگردِ ایشان ست، دیگر مولانا کمال الدین شیخ محمود زرین قلم شاگردِ مولانا فرید
الدین جعفر اند و مولانا مظهر الدین اظهر نیز شاگردِ مولانا جعفر اند۔ امّا بمرتبه خوشنویسی بوده اند
که خطِ ایشان را از خطِ استادِ ایشان استادانِ این فن بهتر می دانند، دیگر مولانا جعفر خلیفه
که ولدِ رشیدِ مولانا جعفر بود و مولانا میرکی که فرزندِ خلفِ مولانا مظهر الدین اظهر بود هر دو خوشنویس
شدند و مقبولِ سلاطین گشتند، و تقوی شعاری حافظ حاجی محمد استادِ حضرت مولانا سلطان
علی اند شاگردِ ظهیر الدین اظهر اند امّا شرفِ شاگردی مولانا جعفر نیز دریافته اند و حضرت مولانا

سلطان علی مشہدی با وجودِ فضائل مثل شعر ہموار فن ادوار و حسنِ اخلاق و اطوار خطِ نستعلیق را
بسرِ حدے رسانیدند کہ تا ابتدائے این خط است تا غایت ہیچکس بدان فائز نگشتہ و بقدم
سعی بپای وادی نگذشتہ۔ و نامِ نامیش یوماً فیوماً بر صفحہ روزگار خواہد بود۔ دیگر حضرت افادت
پناہ افاضت انتباہ المحتاج الی رحمۃ اللہ الکریم مولانا نظام الدین عبدالرحیم خارزمی کہ بہ مولانا
انیسی اشتہار دارند بسیار نازک و پسندیدہ نوشتہ اند و آن روش را ہیچکس بایشان نرسانید
و با حضرت مولانا سلطان علی مشہدی معاصر بودہ اند۔ دیگر جناب فضائل مآب مولانا سلطان علی
قاینی در خدمت پادشاہِ مرحوم سلطان یعقوب بودہ و رعایتہائے کلی یافتہ۔ دیگر جناب
فضائل مآبی تقوی شعاری مولانا سلطان محمد نور شاگردِ حضرت افادت پناہی مولانا معین
الدین واعظ بودہ اند و در خطِ نستعلیق از جملہ سرآمدان دوراند خصوصاً در کتابت الوان غالباً از
قلم کسے رنگ بآن صفا نیامدہ و بسر انجام و پاکیزگی بہ کار کتابت مشارٌ الیہ کسے نبودہ ہمیشہ از
صغرِ سنی تا بحدِ شصت و سہ سالگی کہ عمر شریف ایشان بود بورع و تقوی بودند۔ دیگر فضائل
مآبی محبوب القلوبی المحتاج الی رحمۃ اللہ الملک المنان مولانا سلطان محمد خندان بسیار

کوچک دل و خوش صحبت بودند و مستحکم و بکیفیت نوشتند و شاگردِ حضرت مولانا سلطان علی اند دیگر فضائل آبی مرحومی مولانا محمد ابریشمی شاگرد مولانا سلطان علی ست و از جملہ استادان ست۔ دیگر جناب سیادت مآبی کمالات انتسابی نادر العصر فی الزمان مولانا کمال الدین میر جان کہ بہ علی الحسینی اشتہار دارند زبانِ قلم و قلمِ دوزبان در تعریف گل گہر بار او عاجز و قاصر است لاجرم دراں باب شروع نمی رود۔ دیگر مولانا قاسم بسیار نازک و پاکیزہ و پسندیدہ نوشتہ شاگردِ مولانا سلطان محمد نور ست و بخدمتِ مولانا سلطان محمد خنداں نیز رسیدہ و تعلیم گرفتہ۔ فصاحت شعاری خواجہ ابراہیم شاگردِ مولانا سلطان محمد نور ست و مولانا مشار الیہ با وتوجہ خاطر و نظر تمام بود بسیار شیریں و پاکیزہ نوشتہ و چوں سلسلۂ اربابِ کتابت بیروں از حصر و حد ست سمندِ خوش خرامِ خامہ را از طے آں وادی باز داشتہ تعریفِ حسن رقم و توصیفِ لطفِ قلم جماعتے را کہ دریں امر عَلَم اند چوں کتابتِ ایشاں دراثنائے ایں مجلد اندراج خواہد یافت بنظر اربابِ بصر و بصیرت باز می گذارد۔ و قلمِ دوزباں را بہ تعریفِ ایشاں نمی گمارد۔ ان آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار۔ الحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً۔

مقدمہ نقاشان و مذہبانِ ماضی

منقوشِ ضمائرِ اربابِ سرائر آنکہ گلشنِ نقش و تذہیب بوستانیست در کمالِ تزئین و
ترتیب و زینتِ مصاحف کہ منجر از تعظیمِ کلام واجب التکریم ست وابستہ بقلم و موقوف بطرح
و رقم استادانِ این فن شریف ست، و در اخبار چنین آمدہ است کہ اول کسے کہ بہ نقش و
تذہیب زینت فزائے کتابت کلام لازم الترہیب شدند حضرتِ بانصرت امیر المومنین و
امام المتقین اسد اللہ الغالب غالبِ کل غالب و مطلوبِ کل طالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام
بودند، و ابوابِ این بضاعت را آن حضرت بمفتاحِ قلم بر روئے این طائفہ کشودند و چند
برگ کہ در عرفِ نقاشان باسلامی معروف ست آن حضرت اختراع فرمودہ اند و اگرچہ تصویر
را بظاہرِ شرع سرِ خجالت در پیش ست اما آنچہ از کتبِ اکابر مستفاد می گردد مآلِ این کار
منتہی بحضرتِ دانیال پیغمبر می شود، آوردہ اند کہ بعد از وفات حضرت پیغمبر علیہ السلام بعضے از
اصحاب بقدمِ اہتمام جہتِ عرضِ اسلام بجانبِ روم شتافتند و دران ایام پادشاہے بود

هرقل نام اورا دریافتند۔ بعد از وقوع وقائع غریب و حدوثِ حوادث عجیب بدستِ انکشاف
پرده از چهرهٔ احوالِ آں حضرت کشود و افعال و آثارِ آں حضرت سوال نمود بعد ازاں با حضارِ
صندوقے فرماں داد و آں صندوق را در کشاد صورتے بدیع بہ اہلِ مجلس جلوه گر کرد و آں مجمع را
بخوبتریں صورتی در قیدِ تعجب آورد، چوں نظارگیاں از مشاہدهٔ آں صورت حظِ تمام و بهرهٔ مالاکلام
گرفتند پرسیدند که ایں کس رامی شناسید اصحاب گفتند هرگز چشمِ ما بدیں جمال نیفتاده و در فیض از
انوارِ مثل ایں مثال بر روئے ما نکشاده، هرقل گفت ایں صورتِ حضرتِ ابوالبشر آدم صفی اللّٰه
است علیہ السلام و ہمچنیں صورتہا می نمود تا آنکه دریں اثنا صورتِ آفتاب لقا و پیکرِ حیرت افزائے
ظاہر کرد که ذاتِ ہمایونش آدم را از خاک عدم برآورده خلعتِ صفوت داده تعجبے که ناظراں را
از ملاحظهٔ صورتِ سابق عارض شده بود بمشاہدهٔ عارضِ مبارکش رفع گشت و تحیرے که
از رہگذرِ خوبیِ صورتِ اول روئے نموده بود بمطالعهٔ جمالِ آفتاب مثالش رفع شد شعر

اے زہمه صورت خوب‌تر بہ   صورک اللّٰه علیٰ صورته

اصحاب چوں آں صورت را دیده قطراتِ اشک چوں کواکب از دیدهٔ رمد دیده ریختند شوقِ جمال

باکمالِ آں حضرت در دلِ اصحاب تازہ شد و چوں ہرقل اندوہ و التہاب و گریہ و اضطراب اصحاب
را دید از ایشاں متفحصِ سبب آں گردید گفتند ایں صورت مبارکِ پیغمبر ماست صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
و از ہرقل پرسیدند کہ ایں صورت ہا از کجاست کہ می دانیم کہ موافق حلیہ واقعی انبیاست ہرقل گفت
کہ حضرتِ آدم صفی اللہ از کارگاہِ بے نیاز استدعائے لقائے انبیائے اولادِ خود نمود بر آں
استدعا خالقِ اشیا صندوقے فرستاد مشتمل بر چند ہزار خانہ و حریر پارہ و در آں حریر پارہ صورتِ
یکے از انبیا نشانہ و چوں آں صندوقے بشہادت آمد آں را صندوق الشہادت می گفتند و
بعد از حصولِ مقصود حضرت آدم آں را در خزانہ خود کہ نزدیک مغرب الشمس بود مخزون و محفوظ نمود
ذوالقرنین آں را از آنجا نقل کردہ بدانیال نبی علیہ السلام رسانید و آنحضرت بخامۂ اعجاز طراز و قلم معجز
رقم نقل فرمود و از آں زمان باز سلسلۂ تصویر در تحت ایں قبۂ لاجوردی در حرکت آمد و آں صورت
مثال رقم دیدۂ قلمِ حضرت دانیال بود ہرقل والی روم تا زمانِ وفات حضرت خیر البشر در خزانہ
نگاہداشتہ بود و ہمت تمام بر آں حفظ گماشتہ پس تصویر نیز بے اصل نباشد و خاطر مصور را ایں خارِ
نومیدی نخراشد و چوں آفتابِ فلکِ نبوت چہارم رسل اولی العزم عیسی بن مریم بر چرخ چہارم

این برج ہفت منظر ہمسایۂ نیّرِ اعظم گشت مانی دعوے پیغمبری آغاز کرد و این معنی را در لباس صورت گری در دیدۂ مردم جلوۂ قبول داد. مردم از و معجز طلب داشتند او یک ذرع حریر گرفتہ بغارے در آمد و فرمود تا درِ مغارہ را مسدود کردند و چون یک سال از عزلتِ او بگذشت ازانجا بیرون آمد و حریر را ظاہر ساخت درانجا صورتِ انسان و حیوانات و اشجار و طیور و انواعِ اشکال کہ جز در آئینۂ عقل بدیدۂ خیال صورت نتواند بست و جز در صورِ وہم و گمان در عالمِ عیان بر صفحۂ امکان نتواند نشست منقش و مصوّر کرد۔ کوتہ نظرانے کہ مرآتِ دلِ با غلِ ایشان از غایتِ کدورت مظہرِ نورِ اسلام نمی توانست بود بصورِ بازیچۂ او فریفتہ شدند و حریرِ مصورش را کہ بلوح ارژنگی موسوم ست مثل می داشتند۔ چنانچہ حضرتِ ملح الشعرا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی در اوائل گلستان آں ہر دو را در صورتِ نظم برابرِ یکدیگر بسمتِ ذکر دادہ شعر

امید ہست کہ روئے ملال درنکشد ازین جہت کہ گلستان نہ جائے دل تنگی ست

گر التفاتِ خداوندیش بیارائد نگار خانۂ چینی و لوحِ ارژنگی ست

وفاتِ این احوال از مانی در حدودِ ممالکِ عراق روئے نمودہ و بعد ازان عزیمتِ ختا کردہ و در اں

جانب نیز کارہائے عجیب آوردہ۔ دیگر از متقدمین شاہ بود کہ چہرۂ خسرو القلم سحر انگیز رنگ آمیز نمود وہر روز برنگے در عشرت گاہِ شیریں او را چوں گل سوری بر تماشا قبول جلوہ داد وچوں دریں رسالہ مجالِ زیادہ ازیں مقال در شرحِ حالِ وے بی مثال نیست و تفاصیلِ ایں اجمال مذکور چند خمسہ اکابر ہست، اگر ہوشمندے را دغدغۂ تفصیل دامن گیرد از مطالعۂ آں ابیات معلوم خواہد نمود۔ دیگر رسمِ صورت سازی در دیارِ ختا و در دیارِ فرنگ آب و رنگ شد تا آنکہ عطاردِ تیز قلم نشانِ سلطنت باسمِ سلطان ابوسعید خدا بندہ مرقوم ساخت استاد احمد موسیٰ کہ شاگردِ پدر خود است پردہ کشائے چہرۂ تصویر شد وتصویرے کہ حالا متداول است او اختراع کرد، و از جملہ مواضع کہ در زمانِ پادشاہِ مشارٌ الیہ از و بر صفحۂ روزگار واقع است ابوسعید نامہ وکلیلہ ودمنہ ومعراج نامہ بخطِ مولانا عبداللہ صیرفی وتاریخِ چنگیزی بخطِ خوب معلوم است کہ در کتابخانہ بادشاہِ مرحوم سلطان حسین مرزا بود۔ دیگر امیر دولت یار کہ از جملۂ غلامانِ سلطان ابوسعید بشرفِ شاگردیِ استاد احمد موسیٰ مشرف شدہ ودریں امر سر آمد خصوصاً در قلمِ سیاہی کہ با وجود یکہ مولانا ولی اللہ کہ بے نظیرِ عالم بود۔ چوں کارہائے دولت یار را دید از روئے انصاف بعجز اعتراف نمود

دیگر از شاگردان ایشان استاد شمس الدین است که در عهد سلطان اویس تربیت یافته
در شاه نامه بقطع مربع که بخط امیر علی بود مواضع ساخت چون سلطان اویس بجوار رحمت
ایزدی پیوست استاد شمس الدین طریق ملازمت کسی دیگر از پیش نگرفت و شاگرد او
که خواجه عبدالحی بود بضروریات معیشت او تردد می نمود و استاد مشارٌالیه در منزل خود بسر
برده علی الدوام بلوازم عشرت و فراغت مشغولی می نمود و همت بر تربیت خواجه عبدالحی
می گماشت چنانچه خواجه مشارٌالیه در زمان پادشاه جم جاه فضیلت پناه سلطان احمد بغداد که
چهرهٔ جمالش بر تربیت ارباب فضل و کمال آراسته بود قلم تفرد و یگانگی بر داشته سلطان
احمد را تعلیم تصویر کرد. چنانچه سلطان مشارٌالیه در ابوسعید نامه یک موضع بقلم سیاهی ساخته
چون رایات ملک ستانی تیمور گورکانی پرتو خلافت بر تسخیر ممالک بغداد انداختند و آن
دار السلام را روز چند بقدوم سعی و اهتمام مستقر سریر خلافت ساخت خواجه عبدالحی را همراه
عساکر گردون مآثر بدار السلطنه سمرقند آورد و در آن جا استاد مشارٌالیه وفات نمود. و بعد از فوت
خواجه همه استادان تتبع کارهای ایشان کردند. دیگر استاد جنید بغدادی شاگرد استاد

شمس الدین ہست. دیگر از شاگردانِ سرآمد خواجہ عبدالحی پیر احمد باغ شمالی ست کہ در زمانِ خود
نادر بود و کسِ دیگر درین شیوه بروے تفوقے نمی توانست نمود. سنِ عمرش بہ پنجاه
سالگی رسیده بود کہ ودیعتِ حیات سپرد. و حضرت بایسنغر میرزا اُستاد سیدی احمد نقاش
و خواجہ علی مصور و استاد قوام الدین مجلد تبریزی را از تبریز آورده فرمود کہ باسلوبِ مرغوب
جنگ سلطان احمد بغداد بہمان دستور قطع و سطر و مواضع تصویر بعینہا کتاب ترتیب دہند
و کتابتِ آں بعہده حضرت مولانا فرید الدین جعفر شد. و جلد را در تعہد استاد قوام الدین مذکور کہ
منبت کاری در جلد اختراعِ اوست فرمود و تزئین و تصویر مواضع آں را امیر خلیل متعہد
گردید و امیر خلیل دراں وقت بے بدل زمانہ و در طریق وحید و یگانہ بود. او را پادشاه مشار الیہ
تربیتِ کلی نموده بود و روز بروز در مراسم رعایتش می افزود چنانچہ موجب حسدِ رایاتِ جاه
و جلال شد. و از جملہ وقائعِ احوال غریب تمثال امیر مشار الیہ آں ست کہ شبے در
صحبتِ پادشاه بطریقِ ندما مزاحی آغاز کرد. امیر تقلید بجائے کشید کہ بے اختیار عقبِ موزهٔ
او بہ پیشانی پادشاه آمد و پیشانی آں حضرت بشکست و خون بہ جبین مبارکش ریخت چوں

خدم و حشم و ساکنانِ آں مجلس فردوس رقم ایں واقعہ را مشاہدہ کردند گریبانِ صبر چاک زدہ گرد

سر بادشاہ گردیدند دریں اثنا امیر خلیل زار و ذلیل فرار بر قرار اختیار نمودہ پائے از سر

ساختہ خود را بہ یکے از حجرہائے چہل ستون کہ حضرت مولانا فریدالدین جعفر دراں حجرہ کتابت می

فرمودند رسانید و در بروئے خود مستحکم کردہ از وادیٔ ندامت گریختہ دریں زانوئے ندامت نشستہ

بادشاہ مرحمت پناہ دید کہ آب روئے سلطنت بر زمین ریخت بجہت رفع آں تیغ شحنہ کستر

ادبار بناصیۂ اقبال ریختہ شد فرمود کہ ابواب آمد و شد باغ را مسدود سازند تا شمہ ازیں خبر بسمع اللہ

من نرسد بعد ازاں در باب رفع جریمۂ امیر خلیل کوشیدہ امیر مذکور را فرمود کہ حاضر سازند تا خاطر او

ازیں ممر آزردہ و سر خجالت در گریبان تشویر فرو بردہ نباشد مشاعل افروختند و قنادیل سوختند و

در اطراف آں باغ او را می جستند تا کہ او را در حجرۂ کہ مذکور شد یافتند در را از درون چوں اہل جنون

مضبوط بستہ بود چوں ملازمان کمال التفات بادشاہ نسبت با او معلوم داشتہ بودند در را

نشکستند و بخدمت بادشاہ آمدہ کیفیت بعرض رسانیدند آں سلطان صاحب درایت بقدوم شفقت

و عنایت بر آں حجرہ آمدہ او را آواز داد امیر خلیل در را کشادہ در پائے آں حضرت افتاد

آں حضرت روئے اورا بوسہ دادہ ہمراہ بقصرِ فردوس مثالِ خود آوردہ در مجلسِ بہشت آئین انواع حرمت داری و دلجوئی نمودہ اشیائے حاضرۂ مجلس را از نقرہ آلات و چینی و امثالِ دوات با خلعتہائے فاخرہ کہ کیخسرو و جمشید بآں مفاخر توانند بود بدو بخشیدند و اورا بآشنائی مروت از بحرِ شرمندگی آوردند۔ شعر

بیا اے خردمندِ پاکیزہ رائے
ببیں مظہرِ حلم و لطفِ خدائے

کہ شاہے کہ بر سروراں سرور ست
رخش روشنی بخش بر کشور ست

بروئے کہ مہ گیرد از وے صفا
لگدکوب گردد بپائے جفا

زرویش کہ با مہ بود توأماں
شفق گوں شود دامنِ آسماں

فلک خواہدش خوں بریزد بکیں
ملک بخشدش باز تاج و نگیں

ہمیں ست رسمِ جہاں داشتن
بحلم و کرم رائت افراشتن

الٰہی چو خلقش نمودی بعلم
بحکم تو شد مظہرِ لطف و حلم

بحلم و کرم بگذرانش زبیم
بلطفِ خودش کن بجنت مقیم

و قبل از آنکه جنگ بالسغری یا تمام رسد پادشاه تذکر گشتی حیات را از ساحل زندگی در بحر ممات

انداخت و ولد بزرگوارش علاء الدوله میرزا قدم بر مسند فضیلت پروری نهاد و داعیهٔ اتمام جنگ نمود و این

جماعت را در کتابخانهٔ خود جمع نموده نوازش کلی می فرمود و در همین اوان از عقب خواجه غیاث الدین

پیر احمد زرکوب کسی بمملکت تبریز فرستاد و چون خواجه حسب الحکم کتابخانه را بیمن قدوم اوراق نقاشی

را در هراة بلطف قلم معزز و مکرم گردانیدند و موضع چند از مواضع جنگ قلم گیری کرده و بالوان

فتنه انگیز رنگ آمیز نموده و بخون جگر و آب دیده پاکیزه نموده با تمام رسانید. امیر خلیل

بدیدهٔ انصاف بر اطراف آن بساتین جنت اتصاف گذشت منصف و بصفت اتصاف متصف

گشت و همت بترک تصویر گماشت و خود را از اندیشه آن باز داشت نظم

از پیر خرد همیشه انصاف خوش است		عاقل ز بر دگمان کزو لاف خوش است

تا جلوه کند صورت مطلوب ز غیب		آئینه صفت صفحهٔ دل صاف خوش است

و بعد از آن اعلی حضرت کمالات پناه ملک گیر ملکستان الغ بیگ گورگان بر بکران جلادت از

سمرقند عازم خراسان شد و بحسب تقدیر قادر توتی الملک من تشاء علم دولت علاء الدوله میرزا بسر

نگون کرده رایات فتح الغ بیگی را بمقتضای انا فتحنا لک فتحاً مبیناً براوج آسمان افراخته

عرصهٔ خراسان را در حیطهٔ تسخیر انداخت. و مولانا شهاب الدین عبد الله و مولانا ظهیر الدین اظهر

و سایر اهل کتابخانه را در ظل رافت گورگانی بسمرقند برد و روی تربیت بجانب ایشان

آورده مصاحب خود نمود و امر کتابت تاریخ زمان فضیلت نشان خود را بایشان فرمود و یوماً فیوماً

بل ساعةً فساعةً درباره ایشان الطاف می نمود و مراسم اشفاق و عنایت می افزود زبان

قلم شکسته رقم از رسوم هنروری و شیوهٔ فضیلت پروری آن پادشاه مرحوم قاصرست. دیگر

امیر روح الله مشهور بمیرک نقاش هروی الاصل ست و از سادات کمانگرست و در اوایل حال بحفظ

و تلاوت کلام ملک علام و مشق خط اشتغال داشته بعد از فوت پدر بکتابت کتابه میل کرده

چون از سادات کمانگر بود آن شغل را نیز ورزید. بعد از آن بخدمت مولانا ولی الله افتاده به تحریر

و تذهیب مایل گشت و از آن نیز گذشته میل تصویر در خاطرش گذشت و درین فن بی بدل و

درین شیوه بی مثل شد و در زمان حضرت پادشاه مرحوم سلطان حسین میرزا رعایت یافته

بمنصب کتابداری خاصه بعهدهٔ او شد. دیگر شاگرد و خلف سید مشار الیه فضل المتاخرین

فی فن التصویر قدۃ المتقدمین فی التذہیب والتحریر نادر العصر استاد کمال الدین بہزاد است و
تعریف و توصیف مومی الیہ برقوم قلم عجائب او دریں مرقع ظاہر ست و لشرف ملازمت
کتاب خانہ عطار و آشیانہ اعلیٰ حضرت سکندر حشمت جم جاہ دین پناہ سلیمان سپاہ ظل اللہ
قہرمان الما والطین عون الاسلام والمسلمین ناصب رایات العدل والاحسان قامع بنیان
الظلم والطغیان السلطان ابن السلطان ابن السلطان ابوالمظفر شاہ طہماسپ الصفوی الموسوی الحسینی
بہادرخان مشرف گشتہ و انواع رعایت و تربیت یافتہ وہم دریں آستان ملائک پاسبان
ودیعت حیات بسپردہ در جنب مقبرۂ شکر گفتار شیریں مقال معدن وجد و حال شیخ کمال نور
مرقدہ در تبریز آسودہ "نظر افگن بخاک قبر بہزاد" تاریخ وفات اوست کہ بسیادت مآبی امیر
دوست ہاشمی گفتہ ذکر کتاب کتابخانہ شریفہ اعلیٰ علیون کہ بحسن خط اقلیم خط را یک قلمہ قلم رو
ایشان ست، اول زبدۃ النوادر بالاستحقاق و عمدۃ الکتاب فی الآفاق محتاج بلطف
معبود مولانا شاہ محمود کہ بخط و لفریب و کتابت با زیب خط از تو خطان گرفتہ و طبع نظمش را در
سلاست عالمی پذیرفتہ نیشاپوری الاصل ست و اسلوب خط را از حال فرخ فال خود فضائل مآبی

فصاحت شعاری مولانا عبدی نیشاپوری فراگرفته اوصافِ حمیده و صفاتِ پسندیدهٔ
او از تحریر و تقریر معرّا و مبرّاست لاجرم دراں باب شروع نمی رود۔ دیگر عمدة الکتاب فی
الزمان نگارندهٔ خطِ خفی و جلی مولانا کمال الدین رستم علی که در رنگ نویسی زیب و زینت
کتاب زمان ست و بحسن تمکین سرآمد دوراں۔ دیگر زین الکتاب فی الزمان و انیس الاحباب
فی الاوان المحتاج الی رحمة الصمد مولانا نظام الدین شیخ محمد که در سرعت و قوتِ قلم بے نظیرِ
عالم و سرآمدِ کتاب امم ست۔ دیگر زبدة الاشتباه مولانا نورالدین عبدالله که از کتابِ شیراز
در حسن خط ممتاز و در سرعت کتابت بے انباز ست۔ دیگر این بندهٔ بے بضاعت
و کمینه بے استطاعت داعیِ دولتِ مؤبد دوست محمد که عمرے خامه سال سرارادت بر خطِ
فرمان نهاده خطِ بندگی بستگانِ این آستان ملایک پاسبان داده قطعهٔ زمینِ خدمت را از زرِ خیار
زر افشان نموده و به صفحهٔ اوراق ثنا پیوند وصلی دعائے بے ریا افزوده. نظم

کلکم که نمود صرف مدح تو رقم — وز مدحتِ تو بود در آفاق علم چوں
خامه همه زباں به مدحت باشم — سر بر خطِ فرمانِ تو دائم چو قلم

وچوں ذکر کتّاب نواب دریں دیباچه از هر باب مذکور تحریر بیان و مسطور تصویر بیان نموده آمد اگر در اطناب القاب اصناف طبقه نقاشان جرأت نماید شاید۔

ذکر مصوران و نقاشان عظام کرام ذوی الاحترام

کتاب خانهٔ خاصهٔ شریفهٔ نوّاب کامیاب اشرف اعلیٰ

اول نادر العصر فی الدوران و فرید الآوان فی الزمان المحتاج بلطف الصمد استاد نظام الدین سلطان محمد که تصویر را بجائے رسانیده که با وجود هزار دیده فلک مثلش ندیده از جمله صنایع نقش که در شاه نامهٔ اعلیٰ حضرت سکندر حشمت جم جاه ولایت دستگاه دین پناه تحریر و مصور است موضع پلنگ پوشان است که شیر مردان بیشهٔ تصویر و پلنگان هنگار کارخانهٔ تحریر از نیش قلمش دل ریش و از حیرت صورتش سر در پیش اند

بکلک انامل بلوح بصر کشیدست هر لحظه نقش دگر

دیگر سید السادات بدرجات وحید العصر و فرید الدهر مقرب الحضرت الخاقانی آقا جلال
الدین میرک الحسنی الاصفهانی که در نقش خانهٔ تصویر قلم تحریر چون صورت دلپذیرش صورت
ننگاشته و تمثال بی مثالش از نظر دوربین اعیان جز به پیش نظر نداشته. نظم

تعالی الله زهی تصویر و صورت   عفاک الله زهی نقاش قدرت

دیگر سید پاکیزه قلم و یگانهٔ امم ـ زبدة النوادر میر مصور که تا صانع بدخشان لعلی و لاجوردی آسمه خسته
برنگ آمیزی صورت دلکش چهره نه پرداخته ـ در صورتش مصور چین ز قلم شکست
دیگر هیچ صورت از صورتی نه بست. این دو سید بی مثال و این فرزانهٔ بی تمثال در کتابخانه
ملائک آشیانه خصوصاً در شاهنامهٔ شاهی و خمسهٔ شیخ نظامی رنگ آمیزیها نموده اند که اگر
شروع در وشمارهٔ سخن به تطویل انجامد بلکه زبان قلم و دو زبان در تعریف و توصیف آن عاجز
آید لاجرم دران باب شروع نمی رود. و از جمله جهت تزیین جامخانهٔ مهر سپهر بختیاری
گلدستهٔ بوستان شهریاری کرشمهٔ ازان در حیز بیان می آورد. دو سر ساخته اند که چون کمان
ابروان دلکش خوبان بخوبی طاق و رشک صورت خانهٔ آفاق اند. و چه جام خانه که اگر جام جهان

نما گویمش رواست و اگر آئینۂ گیتی نما خوانمش بداں سزاست، جاہش رونق قدر مینائی را بشپر شکستہ و استاد کارش دست کارگران جہاں را بہ چوب بستہ آسمانے ست مزین از انجم و مکانے ست ملون از عکس مردم بہشتیست بے قصور و فردوسے ست جلوہ گہ در و غلمان و حور + فرشش پردہائے چشم اعیان و آستانش بوسہ گاہ سروراں + چوں دلِ روشن دلاں از دیدۂ دل بہر سو نگراں، و چوں مردمانِ دیدہ برو آں مردم دیدہ متعجب و حیراں۔

رباعی

این خانہ کہ دیدہ ہا در و از جام اند　　　در عینِ صفا روشنی ایام اند
بنگر کہ ہزار دیدہ نظارہ کناں　　　حیرانِ جمالِ میرزا بہرام اند

دیگر مصورِ شبیہ کشِ شاعر، آراستہ بصورتِ باطن و ظاہر مستوفی بلطف و احد الاحد مولانا محمد المشہور بعد یمی کہ تقویم معنی را بصورت دانستہ، و آنچہ گفتہ و کشیدہ آں خیال بائستہ دیگر آں طراح بازینت و زین عدیم المثل استاد کمال الدین حسین کہ طرحے

کہ او بہ روئے کارا نداختہ و ہر بند روسے و کنز مہ کہ او ساختہ نظر باریک بیں بہ کنہ کمالش

نرسیدہ و نقاش بے مثل بہ چنیں خوبی نقش نہ کشیدہ۔ مصرع

در نقش ہیسے کمال قدرت دارد

دیگر آں خوش صورت پرکار استاد کمال الدین عبد الغفار کہ او نیز در حد ذات خود

یگانہ و فرزانہ است۔ دیگر آں خوش رقم نازک قلم محتاج بلطف قادر لم یزلی

استاد حسن علی کہ او نیز یگانہ و سر آمد زمانہ است۔

ذکر ندیمان کتاب خانہ وغیرہ اعلیٰ

اوّل زینت بخش صفحۂ اوراق معانی، و معدن کمالات انسانی صحبتش را جہانیاں

طالب میرک المذہب کہ زنجیرۂ سلسلۂ بے مثلی ولوحۂ دیباچۂ کاروانی را بخوشی

زینت دادہ کہ نظر ہر باریک بیں کہ بر و افتادہ زبان بمدح و ثنائے او کشادہ۔ دیگر

فرزند بے مثل و مانندش محتاج بلطف معبود قوم الدین مسعود کمال الدین عبد الوہاب

هنرور قابل باصفا مشهور بخواجه کاکا که کارش از شیرازیان بصفا ممتاز و در ندیمی بے
همباز نیست۔ دیگر استادِ مخترع مقلد مولانا حسن مجلد که پوست از هنروران برکنده و سلسله
زنجیر را بجلد باه و مهر رسانیده۔ باوجود شکنج کتاب دل گشاب از دو باشکیبا و خاطر احباب
از شیرازهٔ مهرش مهر افزا است۔ چون ذکر اصحاب کتاب خانه کنه و بی آشیانه درین دیباچه
لازم بود تذکرهٔ هر یک از ایشان جرأت نمود بمنه و کرمه وجوده۔

الدّعا

تا بر فلک از زهره و مه نام بود   بر اوجِ سپهر تا که بهرام بود
تا هست مرقعِ سپهر از مه و مهر   این نامه شاهزاده بهرام بود

فی التاریخ

پذیرفت اتمام چون این مرقع   ز خیلِ ملائک برآمد منادی

تبارک ازین خط و تصویر و تذهیب — فاحسنت زین زیب و زینت که دادی

برسم کتب خانهٔ شاهزاده — مه برج تمکین گل عیش و شادی

سپهر کمالات بهرام میرزا — که مثلش کسی نیست در هیچ وادی

چو تاریخ اتمام پرسید گفتم

ابوالفتح بهرام عادل نهادی

سنه ۹۵۳

فہارس

فہرست مطالب

خطاطان

نقاشان

اسماء امرا

اماکن

اسماء کتب

مصطلحات

29. 8. This is the only text which furnishes us with the Chronogram of the death of Behzad خاک قبر بہزاد *Dust of Behzad's grave* 942 A. H. = 1535 A. D.

32. 2. Aqa Jalal-ud-Din Mirak Isfahani. Almost all other sources about Aqa Mirak are silent in giving us any information about his real name.

The books noted below will throw further light about many items noted therein the text :—

(1) Persian Miniature-Painting by Binyon, Gray and Wilkinson London, 1933 p. 183 – 90.

(2) La Miniature Persane by Amenag Bey Sakisian Paris 1929, p. 118 – 19.

(3) Manaqib-i-Hunarwaran by Mustafa Ali, Istanbul, 1926 p. 62 – 4.

(4) Tuhfa-i Sami of Sam Mirza Extract about artists by Principal Muhammad Shafi, Oriental College Magazine, Lahore, February 1934.

(5) Introduction to Persian Art by A. U. Pope, London, 1930, fig. 44.

(6) Les Calligrapheset les Miniaturistes de l'Orient Musalman Par. C. Hurat. Paris 1908 p. 222, 325.

At the end I would again express my gratitude to my dear friends Mr. J. V. S. Wilkinson who provided the MS and Moulvi M. Inayat Ullah who has calligraphed it for the press. Prof. H. M. Shairani kindly helped to correct some doubtful points in the text.

M. A. CHAGHTAI.

Nov. 3rd, 1936.

Punjab Educational Press, Lahore.

12. 4. The same six great calligraphists as pupils of Yaqut have also been noted by other writers such as Majnun bin Mahmud Rafiqi, etc., and the whole history of Calligraphy hinges on these six.

12. 7. Abdullah Sairafi, the great calligraphist, is the author of a Treatise on Calligraphy of which two MSS. are in the Library of the Juma Masjid, Bombay. A MS. of Ibn Khallikan dated 756 A. H. calligraphed by him (State Library of Hyderabad Deccan, No. 994), is one of the best specimens of his work.

12. 8. Attar and Khush Raqam two calligraphists.

15. 3. Unanimouly Mir Ali of Tabrez is regarded the originator of Nasta'liq style whose best extant specimen is found in the British Museun Add. 18, 113, the Kulyat of Khwaju Kirmani dated 798 A. H. Mr. Pope has given a specimen of a fine Nasta'liq style in his 'Introduction to Persian Art.' fig. 44. Mr. Pope regards it as work of Mir Ali of Tabrez but the fact is this that someone has practiced on his style.

21. 11. لوح ارتنگی *Lauh-i-Artangi*—the artist's palette.

22. 6. Ahmad Musa, artist of great merits whose work was first exhibited in the Inter. Ex. 1931. *vide* Persian Painting. 1933, items 174—5.

23. 3. Amir Ali and Mir Ali of Tabrez (p. 15) is perhaps one and the same person.

29. 7. Amir Ruh Ullah Mirak was one of the teachers of Bahzad the great and also he was a great inscription writer.

and the other this text of Dost Muhammad. Although apart from these, scattered information is available in Tarikh Rashidi, Habib-us-Syyar, Tuhfa Sami, Lataif Namah Fakhri. Principal Muhammad Shafi, the editor of the Oriental College Magazine has already published the information found in the Tuhfa Sami, Tarikh Rashidi, Babur Namah, Lataif Namah Fakhri, etc. The information in these books is generally of a contemporary nature even including that of Dost Muhammad.

In the following some points have been briefly amplified with reference of page and line :—

6. 6. آخرون مرجون الخ in the text there is a long quotation from Quran which I could not exactly follow, only from the words I could trace it —Surah Tobah, 105.

7. 11. Shah Tahmasap, his brothers and his sons were great experts and patrons of arts.

8. 3. Bahram Mirza the son of Shah Ismail Safwi was born from the daughter of a Turkmoman of Mawsil and he died young in 957 A. H.

8. Dost Muhammad, the compiler was the librarian of Bahram Mirza and incharge of the arrangements of the albums as one of them is still preserved in the Istanbul Library as noted above to which he had added, the same text published here, as an introduction.

10. 3 Abu Abdillah Muhammad bin Ali, bin Muqla the minister died in 328 A. H.

11. Ibn Bawwab died in 423 A. H. and burried at Boghdad.

12. Jamal-ud-Din Yaqut Musta'simi d. 667 A. H.

a great calligraphist of the days of Shah Tahmasap. He really means this very Dost Muhammad. Moreover, in the same album from which this text is taken there are pictures, one of a Safwi Prince and a cup-bearer holding each other in red, blue and lilac colours upon a golden back ground, which is a very clever study, and another picture shows a couple just like the former one and equally interesting. These studies of Dost Muhammad must have been valued much in his own time. The signatures of "Master Dost" on both are obvious. The specimens of calligraphy in the same album include some pieces of verses in Nastaliq, one of them is signed—"Dost Muhammad Musawwir". A'li does not ignore the mention of this artist but he mentions him as a Qatai'i (Carver) as well as a musawwir. One specimen of calligraphy is found in another collection *Vieux Serail, Istanbul, which is signed – Dost Muhammad* son of Suleyman dated 938 A. H. = 1531 A. D. at Herat. One study of Nastaliq style bears the words – 'Dost Muhammad, son of Nizam-ul-Mulk' which leads to the conclusion that perhaps - Dost Muhammad's father's name was Suleyman and Nizam-ul-Mulk was his title. Monsieur Huart has cited one Dost Muhammad of Herat, the pupil of Qasim Shadi Shah who had copied a Quran in Taliq style and was favoured with a great reward by Shah Tahmasap and in another place he mentions that Dost Muhammad, the engraver, the son of Abdullah Qatai'i was quite upto the style of his father and one Sang Ali of Badakhshan was his pupil. I think M. Hurat has based his information on the authority of A'li because almost the same we find in his work ***Manaqib-i-Hunarwaran.***

Since long I am in search of some old text giving us a compedious information about the calligraphists and miniature-painters but I fail to get such text with the exception of A'li Mustafa Affendi's (d. 1008 مناقب هنروران

which was also announced later on in the *Persian Miniature Painting* by Dr. Binyon, Basil Grey and Wilkinson of the British Museum in 1933, in which as an appendix, the puport of the second half of the text, containing the account of the miniature-painters, has already been made, but I am sure that by this time it has not been published and do not expect that it will be published in the near future. Under these circumstances keeping in view it's immediate need and importance I am taking the lead to publish it for the scholars.

As I have noted above this text serves the purpose of an introduction to the Album along with which it is bound up and the same practice of getting such introductions written for such albums has been common with the Muslim chiefs. I believe, this is why Moulana Dost Muhammad, the writer, has not given any particular name to his text. But he has given in a chronogram in the colophon of its date of compilation which shows that he composed it in 953 A. H. I myself have given it a chronogrammatic name حالات هنروران =952 A.H. The difference of one is not a very serious one. I find that this name also suits the topic taken up by the writer.

Both Shah Tahmasap and Bahram Mirza, the sons of Shah Ismail, the Sultan of Persia, (907—930 A. H.) were not only poet but experts in the arts of painting, calligraphy, music He is the same Bahram Mirza whose grand-daughter Qandhari Begam was married to Shah Jahan in 1019 A. H., the Mughul Emperor of India even before the marriage of Mumtaz Mahal, in whose honour Shah Jahan had built her mausoleum to-day known as Taj Mahal, one of the wonders of the world.

About Moulana Dost Muhammad we find in the *A'lam Arai Abbasi* that one Moulana Dost Herati was

INTRODUCTION

The text, published here under the name حالات هنرو ران *Accounts of Artists*—A Treatise on Calligraphists and Miniature-Painters, was first noticed by the Turkish scholar Dr. Mehmet Aga Oghlu, the editor of *Ars Islamica*, America, bound up with the album in the Topkapu Serai Library, Istanbul, known as the Album of Abul Fath Bahram Mirza. In 1932. when I met in the British Museum Mr. J. V. S. Wilkinson (Oriental Room) British Museum and Dr. Laurence Binyon, then incharge of the Print and Drawing Room, British Museum. I expressed my plan of compiling a Dictionary of the Mussalman Miniature-Painters. They showed a keen interest and promised every possible assistance, accordingly Mr. Wilkinson kindly gave me nineteen photographs of the same text which were masterly calligraphed in Nasta'liq style with a richly decorated heading. I copied them with his kind permission. Its author Dost Muhammad of Herat, as we gather from the text, was both calligraphist and miniature-painter and employed as a librarian under Bahram Mirza, the brother of Shah Tahmasap, then the ruling Sultan of Persia. Fortunately the text comes down to us through an album still known after Bahram Mirza's name who was a great bibliophile of those days. Dost Muhammad had added this text as an introduction to that album, (p. 8., 8—12) because he, himself being an expert employee of the prince, was the only proper person who could do it most adequately. Moreover there is every reason to believe that it is the original MS. which was then transcribed by Dost Muhammad himself. To expect another copy of it would be futile.

Mr. Wilkinson had very kindly told me of the intention of Dr. Agha Oghlu to publish the same text immediately,

Can be had of either direct from the Editor or any bookseller, Price Sh. One.

A TREATISE

ON

CALLIGRAPHISTS AND MINIATURISTS

حالاتِ ہنروران

BY

DOST MUHAMMAD

The Librarian of Bahram Mirza (d. 1550)

EDITED BY

M. ABDULLAH CHAGHTAI.

1936
CHABUK SAWARAN
LAHORE.

A TREATISE

ON

CALLIGRAPHISTS AND MINIATURISTS

حالات هنروران

BY

DOST MUHAMMAD

(The Librarian of Behram Mirza (d. 1550)

EDITED BY

M. ABDULLAH CHAGHTAI

1936
CHABUK SAWARAN
LAHORE